آسیب چڑھنا

ایک شرعی مطالعہ

از

ابو شہریار

2018

www.islamic-belief.net

فہرست

آسیب یا جن چڑھنا 4

دلیل اول: قرآن میں خبط کا ذکر 4

مس کرنے کا مطلب 6

دلیل دوم: جمائی پر شیطان کا منہ میں جانا 7

دلیل: شیطان خون کی طرح جسم میں دوڑتا ہے 8

دلیل: صحابی میں جن کا داخل ہونا 11

دلیل: بچے میں جن کا جانا 12

دلیل: خارجہ کی روایت 13

دلیل: شیطان کا موت پر خبطی کرنا 14

دلیل: کالی عورت یا مصروع والی حدیث 15

ابن تیمیہ و ابن قیم کے عقائد 16

عبد الرحمان کیلانی کا عقیدہ 22

البانی کا کا عقیدہ 22

امام اشعری بھی اس کے قائل تھے؟ 24

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

معاشرے میں پھیلے ہوئے توہمات کی وجہ سے جرائم پیشہ افراد اس مقام تک آ چکے ہیں کہ اپنے جرائم کو جنات کے زیر اثر قرار دے رہے ہیں- افسوس کہ بعض علماء اس میں ان مجرمین کے ہمنوا بن گئے کہ ہاں واقعی جن چڑھتا ہے جرائم کراتا ہے اور یہ شریعت میں ممکن ہے- واضح رہے کہ شیطان کا ورغلانا تو قرآن میں بیان ہوا ہے لیکن اس کا جسم میں داخل ہو نا یہاں تک کہ عدالت میں مجرم کو قابل سزا نہ گردانا جائے بلکہ جن کو سزا وار قرار دیا جائے یہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے –ان علماء کی تفسیری موشگافیوں کی وجہ سے قرآن کی واضح آیات میں التباس پیدا ہو جاتا ہے جس کی طرف اس مضمون میں نشاندہی کی گئی ہے- زیر نظر مضمون انہی توہمات کے خاتمہ کی طرف ایک ادنی سی کوشش ہے جس میں عقیدہ آسیب یا جن چڑھنا پر بحث کی گئی ہے –

ابو شہر یار

۲۰۱۸

آسیب یا جن چڑھنا

جن چڑھنے کا عقیدہ بہت قدیم ہے اس کا ذکر تلمود اور نصاری کی کتب میں ملتا ہے- ایک جسم میں دوسرے جسم میں داخل ہونا عیسائیوں کے نزدیک عیسیٰ کی الوہیت کی نشانی ہے کہ اللہ کی لطیف روح عیسی کے جسم میں داخل ہوئی اور جذب ہو گئی (انجیل مرقس) اس عقیدے کو مزید پختہ کرنے کے لئے شیطان کا عیسی کی مخالفت میں جانوروں اور انسانوں میں داخل ہونا بھی بیان کیا گے ہے، سوائے یوحنا کی انجیل کے

اس قدیم بدعتی عقیدے کی بازگشت اسلامی کتب میں بھی سنائی دیتی رہتی ہے اور جن چڑھنے کو بدروح سوار ہونا بھی کہا جاتا ہے اور آسیب لگنا بھی –

دلیل اول: قرآن میں خبط کا ذکر

جو علماء یہ عقیدہ رکھتے ہیں انکے عقائد کی دلیل ہے کہ قرآن کی آیت ہے

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

وہ لوگ جو سود کھا رہے ہیں وہ (اس حکم کے خلاف) کھڑے نہیں ہو نگے لیکن ایسے جیسے کہ وہ شخص جس کو شیطان نے چھو کر حواس باختہ کر دیا ہو. یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں بے شک لین دین (تجارت)،

سود ہے اور (جبکہ) اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام ! پس جس کے پاس اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور رک گیا پس جو ہو چکا وہ اس کا ہے (اس پر پچھلے لئے گئے سود پر کوئی باز پرس نہیں) اور اس کا امر ، اللہ کے لئے ہے اور جو مخالفت کرے وہ اگ والے لوگ ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے

سورہ البقرہ کی آیت میں کہا جا رہا ہے کہ اس سود کے خلاف حکم کی مخالفت کرنے والے ایسے ہیں جیسے ان پر شیطان سوار ہو جو ان کو سود کے حق میں تاویلات سکھا رہا ہے کہ سود تجارت کی طرح ہے -افسوس بعض حضرات ان الفاظ کا مفہوم لیتے ہیں کہ جن نہ صرف انسان بلکہ جانور درخت وغیرہ میں سرایت کر جاتے ہیں

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ (سورة البقرة :٢٧٥)

ترجمہ : جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہ کھڑے ہوں گے مگر اس طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے۔

سورہ البقرہ کی آیت میں کہا جا رہا ہے کہ اس سود کے خلاف حکم کی مخالفت کرنے والے ایسے ہیں جیسے ان پر شیطان سوار ہو جو ان کو سود کے حق میں تاویلات سکھا رہا ہے کہ سود تجارت کی طرح ہے

اس پر جن چڑھنے کا عقیدہ رکھنے والے کہتے ہیں

اس آیت میں صریح دلیل ہے کہ شیطان انسان کے بدن میں داخل ہو کر اسے خبط الحواس بنا دیتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : سود خور کو روز قیامت اس مجنوں کی طرح اٹھایا جائے گا جس کا گلا گھونٹا جا رہا ہو۔(ابن ابی حاتم)

تفسیر ابن ابی حاتم میں اس روایت کی سند ہے

قَوْلُهُ تَعَالَى : إِلا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثنا أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، ثنا الْأَشْعَثُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ — جَعْفَرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يتخبطه الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ قَالَ: آكِلُ الرِّبَا يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَجْنُونًا يُخْنَقُ

راقم کہتا ہے اس کی سند میں جَعْفَرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ ہے جو مجہول ہے-

مس کرنے کا مطلب

جو جن چڑھنے کے قائل ہیں ان کی جانب سے کہا جاتا ہے

کہا جاتا ہے لفظ "تخبط" تفعل کے وزن پر فعل (یعنی خبط) کے معنی میں ہے۔اور اس کی اصل مختلف انداز کی مسلسل ضرب ہے۔اور ارشاد الہی (من المس) کا مطلب جنون اور پاگل پن ہے۔ کہا جاتا ہے "مس الرجل فھو ممسوس" یعنی وہ پاگل ہو گیا، اور مس کا اصل معنی ہاتھ سے چھونا ہے ۔

راقم کہتا ہے بخاری کی حدیث ہے
حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: « مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ، إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا»، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: {وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ}
کوئی پیدا ہونے والا ایسا نہیں جس کو شیطان مس نہ کرے جب پیدا ہو ... سوائے ابن مریم علیہ السلام کے پھر ابو ہریرہ رضی اللہ نے کہا اور اگر چاہو تو آیت تلاوت کرو وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

حدیث کے مطابق ہر شخص کو شیطان کا مس چھونا ہوتا ہے تو پھر ہر شخص پاگل کیوں نہیں ہے

قرآن میں ایوب علیہ السلام کے لئے کہا گیا ہے

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ
اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کرو جب اس نے پکارا کہ شیطان نے چھو کر عذاب میں مبتلا کر دیا ہے

کیا انبیاء پر بھی جن چڑھا ہے کیا مس کا مفہوم یہاں بھی خبطی کرنا ہے؟

سورہ الاعراف میں ہے

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ
جو اللہ سے ڈرتے ہیں انہیں جب کوئی شیطانی خیال مس کرتا ہے تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں

شیطانی مس خیالات کا مس ہے جس میں انسان کو وہ ورغلاتا ہے-

دلیل دوم: جمائی پر شیطان کا منہ میں جانا

جن چڑھنے کا عقیدہ رکھنے والوں کی طرف سے حدیث پیش کی جاتی ہے کہ

عن أبي سعيد – رضي الله عنه – قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا تثاءب أحدكم فليضع يده على فيه ، (فإن الشيطان يدخل مع التثاؤب) صحيح أبو داوود 1375 و صحيح الجامع 426

ترجمہ: ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لیا کرو کیونکہ شیطان جماہی کے ساتھ اندر داخل ہو جاتا ہے۔

سوال ہے کہ لیکن اگر شیطان منہ میں داخل ہوتا ہے تو انسان اب باولا کیوں نہیں ہوا-اس حدیث سے تو جن چڑھنے کا عقیدہ رد ہوتا ہے

دلیل: شیطان خون کی طرح جسم میں دوڑتا ہے

جن چڑھنے کا عقیدہ رکھنے والے کہتے ہیں

نبی ﷺ کی حدیث سے صحیح ثابت ہے۔ "شیطان اولاد آدم کے رگ وپے میں خون کی جگہ دوڑتا ہے۔ (مجموع الفتاوی 276/24

راقم کہتا ہے اس حدیث کے سیاق و سباق میں ہے کہ ایک رات نبی اپنی بیوی صفیۃبنت حیی رضی اللہ عنہا کے ہاں سے نکلے جبکہ اپ معتکف بھی تھے اور کچھ انصاری صحابہ نے ان کو دیکھا اور تیزی سے جانے لگے- تو آپ نے کہا یہ میری بیوی ہیں اور کہا کہ شیطان انسان کو ایسے بہکاتا ہے کہ اس کے خوں میں ہوں
چونکہ صحابہ کو کہا جا رہا ہے تو کیا ان میں شیطان داخل ہوا یا ہم کو شیطان نے بہکایا تو کیا ہم میں داخل ہوا؟

بہت سے علماء کے نزدیک یہ دلیل ہے کہ جن انسان میں داخل ہو جاتا ہے—راقم کی رائے میں ایسا نہیں ہے—اس حدیث کے سیاق و سباق میں ہے کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی صفیۃبنت حیی رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکلے جبکہ اپ معتکف بھی تھے اور کچھ انصاری صحابہ نے ان کو دیکھا اور تیزی سے جانے لگے- تو آپ نے کہا یہ میری بیوی ہیں اور کہا کہ شیطان انسان میں ایسے دوڑتا ہے (یعنی انسان کو ایسے بہکاتا ہے) کہ اس کے خوں میں ہوں

کتاب العرف الشذی شرح سنن الترمذی از محمد أنور شاہ بن معظم شاہ الکشمیری الہندی (المتوفی: 1353ھ-) کے مطابق

قال الغزالی: إن الشیطان یدخل فی جوف الإنسان، وقال ابن حزم: إنہ لا یدخل

غزالی نے کہا شیطان انسان کے پیٹ میں داخل ہو جاتا ہے اور ابن حزم نے کہا نہیں ہوتا

محمد إنور شاہ بن معظم شاہ الكشميري الهندی کے مطابق غزالی کی رائے صحیح ہے

کتاب التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ از محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني کے مطابق

(إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم) هو على ظاهره وإن الله تعالى جعل له قدرة ولطافة جسم يلج بواطن ابن آدم، وقيل: أنه مجاز عن كثرة إغوائه ووسوسته فكأنه لا يفارق الإنسان كما لا يفارقه دمه، وقيل: إنه يلقي وسوسته في المسام فتصل الوسوسة إلى القلب،

شیطان انسان میں ایسا دوڑتا ہے جیسے خون اور یہ ظاہر پر ہے کہ اللہ نے اس میں قدرت کی ہے اس کے جسم کی لطافت کی بنا پر ابن آدم کے پیٹ میں گزر جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ مجاز ہے اس کی کثرت وسوسہ کی وجہ سے کہ انسان کو جس طرح خون سے الگ نہیں کیا جا سکتا اسی طرح شیطان کو بھی

کتاب شرح الطيبي على مشكاة المصابيح از شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (743ھ-) کے مطابق

. والمعنى: إن الشيطان يتمكن في إغواء الإنسان وإضلاله تمكنا تاما، ويتصرف فيه تصر فالامزيد فيه

وعلى الثاني: يجوز أن يكون حقيقة، فإنا لا ننكر أن الله قادر على أن يخلق أجساما لطيفة يسري في بدن الإنسان سريان الدم فيه

اس کا معنی ہے کہ شیطان تمکن پاتا ہے انسان کے اغوا پر اور اس کی مکمل گمراہی پر... اور دوسرا کہنا ہے کہ جائز ہے کہ یہ حقیقت ہو

کتاب مطالع الأنوار على صحاح الآثار از ابن قرقول (المتوفى: 569ھ-) کے مطابق

.قوله: ’’الشَّيْطَانُ يَجْرِي مِنَ ابن آدمَ مَجْرى الدَّمِ‘‘ (1) قيل: علي ظاهره

.وقيل: بل هو مثل (2) لتسلطه وغلبته لا أنه يتخلل جسمه، والله أعلم

قول کہ شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے کہا جاتا ہے ظاہر (مفہوم) ہے اور کہا جاتا ہے کہ بلکہ مثال ہے کہ اس پر تسلط اور غلبہ پاتا ہے نہ کہ جسم میں خلل کرتا ہے واللہ اعلم

کتاب إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم از قاضی عیاض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) کے مطابق

قيل: هو على ظاهره، فإن الله جعل له قوة وقدرة فى الجرى فى باطن الإنسان فى مجارى دمه، وقيل: هذا على الاستعارة

.لكثرة إغوائه ووسوسته، فكأنه لا يفارق الإنسان كما لا يفارقه دمه

کہا جاتا ہے یہ ظاہر پر ہے کیونکہ اللہ نے اس کے قدرت کی ہے کہ انسان بطن میں دوڑے…. اور کہا جاتا ہے یہ الاستعارۃ ہے کہ وہ انسان سے الگ نہیں ہوتا جیسے خون

البانی کی ناقص تحقیق ہے

کبھی شیطان انسان کی شکل اختیار کرتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے، گرچہ مومن اور صالح آدمی ہی کیوں نہ ہو۔ (دیکھیں: سلسلہ الاحادیث الصحیحہ 2918)

الغرض اس میں دو آراء چلی ارہی ہیں

راقم اس کو مثال اور الاستعارۃ کہتا ہے ظاہر نہیں مانتا

دلیل : صحابی میں جن کا داخل ہونا

ان کی جانب سے حدیث پیش کی جاتی ہے

سنن ابن ماجہ کی روایت ہے
حدثنا محمد بن بشار . حدثنا محمد بن عبد الله الأنصاري . حدثني عيينة بن عبد الرحمن . حدثني أبي عن عثمان بن أبي العاص قال لما استعملني رسول الله صلى الله عليه و سلم على الطائف جعل يعرض لي شيء في صلاتي حتى ما أدري ما أصلي . فلما رأيت ذلك رحلت إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم . فقال : (ابن أبي العاص ؟) قلت نعم يا رسول الله قال (ماجاء بك ؟) قلت يا رسول الله عرض لي شيء في صلواتي حتى ما أدري ما أصلي . قال (ذاك الشيطان . ادنه) فدنوت منه . فجلست على صدور قدمي . قال فضرب صدري بيده وتفل في فمي وقال (اخرج . عدو الله) ففعل ذلك ثلاث مرات . ثم قال (الحق بعملك) قال فقال عثمان فلعمري ما أحسبه خالطني بعد

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو نماز پڑھنے میں مشکل ہوتی اس کا ذکر نبی صلی اللہ وسلم سے کیا تو اپ میرے سینے ضرب لگائی اور کہا نکل اے اللہ کے دشمن ! ایسا تین دفعہ کیا...اس کے بعد نماز میں کوئی مشکل نہ ہوئی

اس کی سند میں محمد بن عبد اللہ بن المثنی بن عبد اللہ بن إنس بن مالک الأنصاری ہیں جن کو وقال أبو داود تغير تغيرا شديداابو داود کہتے ہیں یہ بہت تغیر کا شکار تھے گویا کسی ذہنی بیماری کا شکار تھے
یہی واقعہ صحیح مسلم میں بھی ہے جس میں جن نکالنے کا ذکر نہیں-یہی روایت مسلم میں بھی ہے جس میں جن نکالنے کا ذکر نہیں ہے اس میں صرف وسوسہ کا ذکر ہے جیسا کہ قرآن میں سورہ المومنون میں ہمزات الشیطان کا ذکر ہے- مسلم کی روایت ہے

حَدَّثنا مُحمَّدُ بْنُ عَبد الله بْنِ نُمَيْر، حَدَّثنَا أَبِي، حَدَّثنَا عَمْرو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ طَلْحَة، حَدَّثنى عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاص الثَّقفىَّ، أَنَّ النَّبيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسلَّمَ قَالَ لَهُ: "أُمَّ قَوْمَكَ" قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله، إنِّي أَجدُ فِي نَفْسي شَيْئًا قَالَ: "ادْنُهْ" فَجلَّسَني بَيْنَ يدَيه، ثُمَّ وضَع كَفَّهُ فِي صَدْري بَيْنَ ثَدْيَي. ثُمَّ قَالَ: "تَحولْ" فَوضَعهَا فِي ظَهْري بَيْنَ كَتفَي، ثُمَّ قَالَ: "أُمَّ قَوْمَكَ. فَمَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفّفْ، فَإنَّ فيهمُ الْكَبيرَ، وَإنَّ فيهمُ الْمَريضَ، وَإنَّ فيهمُ الضَّعيفَ، وَإنَّ فيهمُ ذَا الْحَاجَة، وَإذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ وحْدَهُ، فَلْيصَلِّ كَيْفَ شَاءَ"
عثمان بن ابی العاص روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی قول کی امامت کرو! میں نے کہا اے رسول اللہ ،میں اپنے نفس میں کوئی چیز (خوف) پاتا ہوں اپ نے فرمایا یہ شیطان کا وسوسہ ہے پھر اپ میرے سامنے بیٹھے پھر میرے سینے کے بیچ میں ہاتھ رکھا اور کہا بدل جاؤ، پھر میری پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھا اور کہا اپنی قوم کی امامت کرو، پس جب امامت کرو تو کمی کرنا کیونکہ ان میں عمر رسیدہ ہوں

گے، مریض ہوں گے ، کمزور ہوں گے اور ان میں ضرورت مند ہوں گے لیکن اگر کوئی اکیلا نماز پڑھے تو پھر جیسے چاہے پڑھے

ابن ماجہ اور مسلم کی روایت الگ الگ ہے ایک میں اخرج کا لفظ ہے اور دوسری میں تحول کا دونوں میں فرق ہے اخرج نکلنا ہے اور تحول بدلنا- دونوں کا مفھوم الگ ہے ہاں کوئی کھینچ تان کر کے اس کو شیطان کا جسم میں داخل ہونا کرے تو بھی عجیب ہے

دلیل : بچے میں جن کا جانا

جن چڑھنے کا عقیدہ رکھنے والے روایت پیش کرتے ہیں

عن يعلى بن مرة رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : أنه أتته إمرأة بإبن لها قد أصابه لمم- ای طرف من الجنون , فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "أخرج عدو الله أنا رسول الله ". قال فبرأفاهدت له كبشين و شيئا من إقط و سمن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يايعلي خذ الإقط والسمن و خذ أحد الكبشين ورد عليها الآخر(سلسلة الأحاديث الصحيحة 874/1)
ترجمہ: یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ کہ نبی ﷺ کے پاس ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ آئی جسے جنون ہوگیا تھا ۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ کے دشمن نکل جاؤ ، میں اللہ کا رسول ہوں "۔ وہ کہتے ہیں کہ بچہ ٹھیک ہوگیا تو اس عورت نے آپ کو دومینڈھا ، کچھ دودھ اور گھی ہدیہ کیا ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے یعلی دودھ، گھی اور ایک مینڈھا لے لو اور ایک مینڈھا اسےواپس کردو۔
★اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے شیطان کو مخاطب کیا جو بچہ میں داخل ہوکر اس کی عقل میں فتور پیدا کردیا تھا جب شیطان کو نبی ﷺ نے رسول ہونے کا واسطہ دے کربچے کے اندرسے نکلنے کا حکم دیا تو بچہ درست ہوگیا۔
مسند احمد میں اس کی سند ہے

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الله بن نمير عن عثمان بن حكيم قال أخبرني عبد الرحمن بن عبد العزيز عن يعلى بن مرة قال : لقد رأيت من رسول الله صلى الله عليه و سلم ثلاثا ما رآها أحد قبلي ولا يراها أحد بعدي لقد خرجت معه في سفر حتى إذا كنا ببعض الطريق مررنا بامرأة جالسة معها صبي لها فقالت يا رسول الله هذا صبي أصابه بلاء وأصابنا منه بلاء يؤخذ في اليوم ما أدري كم مرة قال ناولينيه فرفعته إليه فجعلته بينه وبين واسطة الرحل ثم فغرفاه فنفث فيه ثلاثا وقال بسم الله أنا عبد الله اخسأ عدو الله ثم ناولها إياه فقال القينا في الرجعة في هذا المكان فأخبرينا ما فعل قال فذهبنا ورجعنا فوجدناها في ذلك المكان معها شياه ثلاث فقال ما فعل صبيك فقالت والذي بعثك بالحق ما حسسنا منه شيئا حتى الساعة .....

تعلیق میں شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں : إسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن عبد العزيز
عبد الرحمن بن عبد العزيز کے مجهول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے

دلیل : خارجہ کی روایت

ایک اور روایت جن چڑھنے کا عقیدہ رکھنے والوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے
عن عم خارجة بن الصلت التميمي – رضي الله عنه – : (أنه أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأسلم ، ثم أقبل راجعا من عنده ، فمر على قوم عندهم رجل مجنون موثق بالحديد ، فقال أهله : إنا حدثنا أن صاحبكم هذا ، قد جاء بخير ، فهل عندك شيء تداويه ؟ فرقيته بفاتحة الكتاب ، فبرأ ، فأعطوني مائة شاة ، فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبرته ، فقال : (هل إلا هذا) وقال مسدد في موضع آخر : (هل قلت غير هذا) ؟ قلت : لا ! قال : (خذها ، فلعمري لمن أكل برقية باطل ، لقد أكلت برقية حق)(السلسلة الصحيحة – 2027

ترجمہ : خارجہ بن صلت تمیمی رضی اللہ عنہ کے چچا سے مروی ہے : وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا ۔ پھر آپ ﷺ کے پاس سے واپس لوٹ گئے ۔ ان کا گذر ایک قوم کے پاس سے ہوا جن کے پاس ایک آدمی جنون کی وجہ سے لوہے سے بندھا تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ بتلایا گیا ہے کہ تمہارے ساتھی (نبی ﷺ) نے بھلائی لایاہے ۔ تو کیا آپ کے پاس کچھ ہے جس کے ذریعہ آپ اس کا علاج کرسکیں ؟ تو میں نے اس پرسورہ فاتحہ کے ذریعہ دم کردیا ۔ پس ٹھیک ہوگیاتو انہوں نے مجھے ایک سو بکریاں دی ۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی ۔ پس آپ نے کہا: کیا یہی تھا۔ مسدد نے کہا دوسری جگہ ہے : کیا اس کے علاوہ بھی پڑھا تھا؟ تو میں نے کہا : نہیں ، آپ نے فرمایا: اسے لے لو۔ میری عمر کی قسم ! جس نے باطل دم کے ذریعہ کھایا(اس کا بوجھ اور گناہ اس پر ہے)، تو نے تو صحیح دم کے ذریعہ کھایا(تم پر کوئی گناہ نہیں)۔

راقم کہتا ہے یہ سند مضبوط نہیں ہے- سند ہے
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ زَكَرِيَّا، قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرٌ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ عَمِّهِ

خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سورہ فَاتِحَةَ سے دم کیا اور اجرت لی

یہ روایت معلول ہے کیونکہ ابن ابی حاتم نے اسکو العلل میں ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ
.وَرَوَاهُ شُعبة ، عَنْ عبد الله بن أبي السَّفَر، عن الشَّعبي، عن خارِجَةَ بْنِ الصَّلْت، عَنْ عمِّه، عَنْ أَنَسٍ هَكَذَا

شُعبة نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ کے چچا نے انس سے اس کو بیان کیا ہے–لہذا یہ روایت خارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ کے چچا کی سند سے متصل نہیں-مزید یہ کہ اس کے نام میں بھی اختلاف ہے بعض کے بقول اس کا نام علاَقَةَ بْنِ صُحَارٍ ہے-طبقات خليفة بن خياط کے مطابق خارجة بن الصلت کے چچا کا نام عبد الله بن عنيز ہے نہ کہ علاَقَةَ بْنِ صُحَارِ السَّليطيّ التَّميمي
وعم خارجة بن الصلت اسم عم خارجة: عبد الله بن عنيز بن عبد قيس بن خفاف, من بني عمر بن حنظلة, من البراجم

پھر بعض نے چچا کا نام علاَقَةَ بْنِ صُحَارِ السَّلِيطِيّ التَّمِيمِيّ بتایا ہے اور بعض نے العلاء بن صحار اور علاثة بْن صحار بھی کہا ہے دیکھئے أسد الغابة في معرفة الصحابة

شُعبة کی روایت کے مطابق خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ کے چچا نے اس کو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے اور خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ کے چچا صحابی رسول ہیں اس کو ثابت کرنے کے لئے کوئی اور دلیل بھی نہیں

دلیل : شیطان کا موت پر خبطی کرنا

ایک اور روایت جن چڑھنے پر پیش کی جاتی ہے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا۔(صحيح سنن أبي داود، 5/ 275و صححه الألباني في صحيح النسائي، 1123/3،)

ترجمہ اے اللہ میں گرنے، ڈوبنے، جلنے، بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔اور تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے شیطان موت کے وقت خبطی نہ بنادے، اور تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ راہ جہاد سے پیٹھ پھیرتے ہوئے مارا جاؤں، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ ڈسنے سے مارا جاؤں۔

سیوطی سنن نسائی کی شرح میں الخطابی کا قول لکھتے ہیں

حَاشيَةُ السِّيُوطِيِّ : (وَأَعُوذ بِك أَنْ يَتَخَبَّطني الشَّيْطَان عنْد الْمَوْت) قَالَ الْخَطَّابِيّ هُوَ أَنْ يَسْتَوْلِي عَلَيْه عنْد مُفَارَقَة الدُّنْيَا فَيُضِلّهُ وَيَحُول بينه وَبَيْن التَّوْبَة

اور الفاظ وَأَعُوذ بِك أَنْ يَتَخَبَّطني الشَّيْطَان عنْد الْمَوْت پر الْخَطَّابِيّ کہتے ہیں شیطان کا سوار ہونا دنیا چھوڑنے پر ہے کہ وہ توبہ اور انسان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے

راقم کہتا ہے معلوم ہوا کہ یہ الفاظ ادبی ہیں اور ان کا مطلب توبہ کی توفیق نہیں ہونا ہے۔ الخَطّابِیؒ کی اس شرح سے معاملہ بالکل صاف ہو گیا کہ قرآن و حدیث میں جن چڑھنے کی کوئی دلیل نہیں۔ موت کے وقت شیطان انسان کو گمراہ کر سکتا ہے اور الجھا سکتا ہے لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہ الفاظ سکھائے انہی الفاظ کو قرآن سے لیا گیا ہے جس کا مفہوم جن چڑھنا یا بدن میں سرایت کرنا نہیں بلکہ ادبی انداز ہے۔ جس طرح ہم اردو میں کہتے ہیں کہ اس شخص پر اس بات کا بھوت سوار ہے

دلیل: کالی عورت یا مصروع والی حدیث

جن چڑھنے کا عقیدہ رکھنے والوں کی جانب سے یہ حدیث بھی پیش کی جاتی ہے

عن عطاء بن رباح قال : قال لي ابن عباس – رضي الله عنه – : (ألا أريك امرأة من أهل الجنة ؟ قلت : بلى ، قال هذه المرأة السوداء أتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت : إني أصرع وإني أتكشف فادع الله لي ، قال : إن شئت صبرت ولك الجنة ، وإن شئت دعوت الله أن يعافيك ؟ فقالت : أصبر ، فقالت : إني أتكشف فادع الله لي أن لا أتكشف ، فدعا لها) (صحيح البخاري ح 5652)

ترجمہ : عطاء بن رباح سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تم کو جنت کی ایک عورت نہ دکھاؤں ؟ میں نے کہا: کیوں نہیں ۔ تو انہوں نے کہا، یہ کالی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہی : میں پچھاڑدی جاتی ہوں اور میں ننگی ہوجاتی ہوں پس آپ میرے لئے اللہ سے دعا کر دیجئے ، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم صبر کروگی تو تمہارے لئے جنت ہے ، اور اگر تم چاہوں میں اللہ سے دعا کردوں تاکہ ٹھیک ہوجاؤ؟ تو اس عورت نے کہا: میں صبر کروں گی ، کہی : میں ننگی ہوجاتی ہوں میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے تاکہ ننگی نہ ہوسکوں ، تو نبی ﷺ نے اس کے لئے دعا کی ۔

اس میں صراع کا لفظ ہے جو آسیب کے لئے استعمال ہوتاہے اور مرگی کے لئے بھی- عہد جاہلیت میں عربوں کا عقیدہ تھا کہ جن چڑھتا ہے اور مرگی کا مرض آسیب سے ہوتا ہے اس کو زبردستی مشرف با اسلام کیا جا رہا ہے- مترجمین نے اس حدیث کا ترجمہ مرگی ہی کیا ہے

اب قرآن میں جو روز محشر شیطان کہے گا

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

شیطان تو کہہ رہا ہے کہ مجھ کو صرف دعوت کا اختیار تھا جس کو تم لوگوں نے قبول کیا

ابن تیمیہ و ابن قیم کے عقائد

ابن تیمیہ سے سوال ہوا کہ کیا جن چڑھ سکتے ہیں؟ اس پر مجموع الفتاوی ج ۲۴ ص ۲۷۶ پر لکھتے ہیں

فَأَجَابَ :الْحَمْدُ لِلَّهِ ، وُجُودُ الْجِنِّ ثَابِتٌ بِكِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ وَاتِّفَاقِ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا . وَكَذَلِكَ دُخُولُ الْجِنِّيِّ فِي بَدَنِ الْإِنْسَانِ ثَابِتٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : { الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ } وَفِي الصَّحِيحِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ { إنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ } . وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْإِمَامِ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ قُلْت لِأَبِي : إنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ : إنَّ الْجِنِّيَّ لَا يَدْخُلُ فِي بَدَنِ الْمَصْرُوعِ فَقَالَ : يَا بُنَيَّ يَكْذِبُونَ هَذَا يَتَكَلَّمُ عَلَى لِسَانِهِ ..

پس اس کا جواب الحمدللہ یہ ہے کہ جن کا وجود ثابت ہے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سلف اور ائمہ کا اس پر اتفاق ہے اور اسی طرح جن کا انسان کے بدن میں داخل ہونا ائمہ اہل سنت و جماعت کے ہاں ثابت ہے اللہ تعالی کا قول ہے کہ وہ لوگ جو سود کھا رہے ہیں وہ کھڑے نہیں ہونگے لیکن ایسے جیسے کہ وہ جس کو شیطان نے چھو کر حواس باختہ کر دیا ہو اور صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک شیطان ابن آدم میں دوڑتا ہے جس طرح خون اور عبدللہ بن امام احمد کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جن مرگی زدہ شخص میں داخل نہیں ہوتا امام احمد نے کہا اے بیٹے جھوٹ بولتے ہیں یہ لوگ … وہ جن ہی ان کی زبان میں کلام کرتا ہے

قرآن کی سورہ الاسراء ٦٤ کی آیت ہے کہ اللہ تعالی نے شیطان کو چھوٹ دی کہ

اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (64)

اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہ۔ اور ان پر اپنے سواروں اور پیاروں کو چڑھا کر لاتا رہ اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ اور ان سے وعدے کرتا رہ۔ اور شیطان جو وعدے ان سے کرتا ہے سب دھوکا ہے

اس آیت میں مال میں شراکت سے مراد حرام مال ہے اور اولاد میں شراکت سے مراد زنا ہے

ابن کثیر تفسیر کرتے ہیں

اشتقاق بھی اسی سے ہے یعنی آوازوں کا بلند ہونا۔ ان کے مال اور اولاد میں بھی تو شریک رہ یعنی اللہ کی نافرمانیوں میں ان کا مال خرچ کرا' سودخوری ان سے کرا' برائی سے مال جمع کریں اور حرام کاریوں میں خرچ کریں' حلال جانوروں کو اپنی خواہش سے حرام قرار دیں وغیرہ۔ اولاد میں شرکت یہ ہے مثلاً زناکاری جس سے اولاد ہو' جو اولاد بچپن میں بوجہ بے وقوفی ان کے ماں باپ نے زندہ درگور کر دی ہو یا مار ڈالی ہو یا اسے یہودی نصرانی مجوسی وغیرہ بنا دیا ہو۔ اولادوں کے نام عبدالحارث' عبدشمس اور عبدفلاں رکھا ہو۔ غرض کسی صورت میں بھی شیطان کو اس میں داخل کیا ہو یا اس کو ساتھ کیا ہو یہی شیطان کی شرکت ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے میں نے اپنے بندوں کو ایک طرف موحد پیدا کیا پھر شیطان نے آ کر انہیں بہکا دیا اور حلال چیزیں حرام کر دیں۔

ابن تیمیہ فتاوی الکبری ج ١٩ ص ٤٠ پر لکھتے ہیں

وصرعهم للإنس قد يكون عن شهوة وهوى وعشق كما يتفق للإنس مع الإنس وقد يتناكح الإنس والجن ويولد بينهما ولد وهذا كثير معروف وقد ذكر العلماء ذلك وتكلموا عليه وكره أكثر العلماء مناكحة الجن وقد يكون وهو كثير أو الأكثر عن بغض ومجازاة مثل أن يؤذيهم بعض الإنس أو يظنوا أنهم يتعمدو أذاهم إما ببول على بعضهم وإما بصب ماء حار وإما بقتل بعضهم وإن كان الإنسي لا يعرف ذلك وفي الجن جهل وظلم فيعاقبونه بأكثر مما يستحقه وقد يكون عن عبث منهم وشر بمثل سفهاء الإنس

اور جن کا انسان پر چڑھنا بعض دفعہ شہوت اور خواہش اور عشق کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ انسانوں کو ہوتا ہے اور بے شک جن انسان سے نکاح کرتے ہیں اور ان کی اپس میں اولاد بھی ہوتی ہے اور یہ بہت معروف بات ہے اور علماء نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس پر کلام کیا ہے اور اکثر علماء اس سے کراہت کرتے ہیں کہ جن سے نکاح کیا جائے اور جن کا چڑھنا اکثر اوقات بغض کے لئے ہوتا ہے جیسے مثلا (جنات) سمجھیں کہ انسان نے ان کو ایذا دی ہے لہذا (بدلہ کے طور سے) کبھی پیشاب کر دیں یا گرم پانی پھینک دیں یا قتل کر دیں اور ہو سکتا ہے انسان کو پتا بھی نہ ہو (کہ جن انجانے میں یہ سب کر رہے ہیں) اور جنات میں جھل اور ظلم ہوتا ہے لہذا اکثر بدلہ لیتے ہیں جس کا مستحق (وہ انسانوں کو) سمجھتے ہیں اور جن کا چڑھنا عبث بھی ہو سکتا ہے اور ان کی طرف سے شر کے طور پر جسے بعض احمق انسان (ایک دوسرے پر سوار) ہوتے ہیں

الغرض امام ابن تیمیہ کے جنات کے بارے میں عجیب و غریب عقائد تھے

اول جن و انسان اپس میں عشق کرتے ہیں

دوم جن و انسان اپس میں نکاح کرتے ہیں اور ان کی اولاد ہوتی ہے

سوم جن انسانی بدن میں داخل ہو سکتا ہے

ان عقائد کی قرآن و صحیح حدیث میں کوئی دلیل نہیں. یہ ابن تیمیہ صاحب کے دمشق کے آٹھویں صدی ہجری کے دور کے عوام کے خیالات تو ہو سکتے ہیں، قرآن و حدیث ہرگز نہیں[1]

---

[1] ابن تیمیہ نے الطبقات الحنابلہ سے شاید اس عقیدہ کو لیا ہو. راقم کہتا ہے ایک واقعہ أبو الحسين ابن أبي يعلى حنبلی (المتوفى: 526 ھ) کی طبقات الحنابلہ میں درج ہے ؛
عَلِيّ بْن المكري المعبراني روى عَنْ إمامنا أَحْمَد أشياء منها ما سمعته من أَحْمَد بْن عَبْد اللَّه قَالَ: سمعت أبا الحسن عَلّى بْن أَحْمَدَ بن على بن المكري المعبراني قدم علينا فِي ذي القعدة من سنة اثنتين وخمسين قَالَ حَدَّثَنى أبي عَنْ جدي قَالَ: كنت فِي مسجد أبي عبد اللَّه أحمد بن محمد بنِ حنبل فأنفذ إليه المتوكل بصاحب له يعلمه أن له جارية بها صرع وسأله أن يدعو اللَّه لها بالعافية فأخرج له أَحْمَد نعل خشب بشراك خوص للوضوء فدفعه إلى صاحب له وقال له تمضي إلى دار أمير المؤمنين وتجلس عند رأس الجارية وتقول له يقول لك أَحْمَد أيما أحب إليك

تخرج من هذه الجارية أو أصفع الآخر بهذه النعل فمضى إليه وقال له مثل ما قَالَ: أَحْمَد فقال: المارد عَلَى لسان الجارية السمع والطاعة لو أمرنا أحمد أن لا نقيم فِي العراق ما أقمنا به إنه أطاع اللَّه ومن أطاع اللَّه أطاعه كل شيء و خرج من الجارية وهدأت وزوجت ورزقت أولادًا فلما مات أَحْمَد عاودها المارد فأنفذ المتوكل إلى صاحبه أبي بكر المروذي وعرفه الحال فأخذ المروذي النعل ومضى إلى الجارية فكلمه العفريت عَلَى لسانها لا أخرج من هذه الجارية ولا أطيعك ولا أقبل منك أَحْمَد بن حنبل أطاع اللَّه فأمرنا بطاعته وبه قَالَ: خرجت أنا والصبيان ولي سبع سنين أو ثمان سنين نبصر أحمد ابن حنبل كيف يضرب (طبقات الحنابلة 233/1)

علی بن عبداللہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن احمد المکری سے سنا جب وہ ہمارے پاس تشریف لائے ،وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور انکے والد انکے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ میں مسجد میں امام احمد بن حنبل کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ متوکل نے اپنا ایک وزیر بھیجا ۔ وزیر نے خلیفہ کا پیغام دیا کہ ہماری ایک لڑکی کو مرگی کا دورہ پڑتا ہے اس کے لیے دعا کریں کہ اللہ اسے صحت دے ، امام احمد بن حنبل اٹھے اور وضو کرکے اپنا لکڑی کا جوتا وزیر کو دیا اور فرمایا بادشاہ کے گھر اس لڑکی کے پاس یہ جوتا لے جاؤ اور اس جن کو میرا پیغام دو کہ اس لڑکی کی جان چھوڑتے ہو یا اس جوتے سے تمہاری مرمت کروں ؟ وزیر جوتا لے کر لڑکی کے پاس گیا اور امام احمد بن حنبل کا پیغام دیا ، سرکش جن نے جواب دیا کہ ہم امام احمد کا حکم ضرور مانیں گے اگر وہ ہمیں عراق چھوڑنے کا بھی حکم کریں تو ہم عراق چھوڑ جائیں گے کیونکہ امام احمد اللہ کے فرمانبردار ہیں اور جو اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے ساری مخلوق اسکی فرمانبرداری کرتی ہیں اس لیے ہم بھی انکی فرمابرداری کریں گے ۔ یہ کہہ کر جن اس لڑکی سے نکل گیا اور وہ لڑکی بالکل ٹھیک ہوگئی اور اس سے اولاد بھی ہوئی ،

عرصہ بعد جب امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو وہ جن پھر اس لڑکی پر آگیا ۔ لڑکی کے گھر والوں نے امام احمد کے ایک شاگرد ابوبکر المروزی کے پاس پیغام بھیجا اور اسے امام صاحب کا سارا واقعہ بھی سنایا ۔ وہ شاگرد بھی اپنا جوتا لے کر جن سے کلام کرنے لگے (کہ چلے جاؤاس لڑکی کو چھوڑ دو) جن نے جواب دیا کہ میں ہرگز اس لڑکی کو نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی تمہاری بات مانوں گا ۔ امام احمد بن حنبل تو اللہ کے فرمانبردار تھے اور انکی اس فرمانبرداری کی وجہ سے میں نے انکا حکم مانا تھا ۔

وہابی عالم محمد صالح المنجد اس کو نقل کرتے ہیں

http://islamqa.info/ar/132673

جاء في "طبقات الحنابلة" (233/1) للقاضي أبي الحسين بن أبي يعلى الفرّاء : أن الإمام أحمد بن حنبل كان يجلس في مسجده فأنفذ إليه الخليفة العباس المتوكل صاحباً له يعلمه أن جارية بها صرع ، وسأله أن يدعو الله لها بالعافية ، فأخرج له أحمد نعلي خشب بشراك من خوص للوضوء فدفعه إلى صاحب له ، وقال له : امض إلى دار أمير المؤمنين وتجلس عند رأس الجارية وتقول له – يعني الجن – : قال لك أحمد : أيما أحب إليك تخرج من هذه الجارية أو تصفع بهذه النعل سبعين ؟ فمضى إليه ، وقال له مثل ما قال الإمام أحمد ، فقال له المارد على لسان الجارية : السمع والطاعة ، لو أمرنا أحمد أن لا نقيم بالعراق ما أقمنا به ، إنه أطاع الله ، ومن أطاع الله أطاعه كل شيء ، وخرج من الجارية وهدأت ورزقت أولاداً ، فلما مات أحمد عاودها المارد ، فأنفذ المتوكل إلى صاحبه أبي بكر

ابن قیم کتاب زاد المعاد یہ بھی بتاتے ہیں کہ شیخ ابن تیمیہ باقاعدہ بد روح نکالتے تھے اور اس میں تشدد بھی کرتے تھے

والثانى: من جهة المعالج، بأن يكون فيه هذان الأمران أيضاً، حتى إنَّ من المعالجينَ مَن يكتفى بقوله: (اخرَجْ منه)، أو بقول: (بِسْمِ الله)، أو بقول: (لا حوْلَ ولا قُوّةَ إلا بالله)، والنبى صلى الله عليه وسلم كان يقولُ: (اخْرُجْ عَدُوَّ الله، أنا رَسُولُ الله).

وشاهدتُ شيخنَا يُرسلُ إلى المصروع مَن يخاطبُ الروحَ التي فيه، ويقول: قال لك الشيخُ: اخرُجى، فإنَّ هذا لا يَحلُّ لك، فيُفيقُ المصروعُ، ورُبما خاطبها بنفسه، وربما كانت الروحُ ماردةً فيُخرجُها بالضرب، فيُفيق المصروعُ ولا يُحس بألم، وقد شاهدنا نحن وغيرنا منه ذلك مراراً.

وكان كثيراً ما يَقرأ في أذن المصروع:{أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لاَ تُرْجَعُونَ} [المؤمنون : 115].

وحدَّثنى أنه قرأها مرة في أذن المصروع، فقالت الروح: نعمْ، ومد بها صوته. قال: فأخذتُ له عصا، وضربتُه بها في عروق عنقه حتى كَلَّتْ يدَاى من الضرب، ولم يَشُكَّ الحاضرون أنه يموتُ لذلك الضرب. ففى أثناء الضرب قالت: أنا أُحبُّه، فقلتُ لها: هو لا يحبك. قالتْ: أنَا أريد أنْ أَحُجَّ به. فقلتُ لها: هو لا يُريدُ أنْ يَحُجَّ مَعَك، فقالتْ: أنا أَدَعُه كَرَامةً لَك، قال: قلتُ: لا ولكنْ طاعةً لله ولرسوله، قالتْ: فأنا أخرَجُ منه، قال: فقَعَد المصروعُ يلتفتُ يميناً وشمالاً، وقال: ما جاء بى إلى حضرة الشيخ ؟ قالوا له: وهذا الضربُ كُلُّه ؟ فقال: وعلى أى شيء يَضربُنى الشيخولم أُذْنبْ، ولم يَشعُرْ بأنه وقع به الضربُ ألبتة.

المروذي وعرفه الحال ، فأخذ المروذي النعل ومضى إلى الجارية ، فكلمه العفريت على لسانها : لا أخرج من هذه الجارية ولا أطيعك ولا أقبل منك ، أحمد بن حنبل أطاع الله ، فأمرنا بطاعته . انتهى

تبرکات کو بلا تاثیر ماننے والے یہ علماء کس قدر شوق سے واقعہ نقل کر رہے ہیں کہ امام احمد کے نعل مبارک سے نہ صرف زندگی بلکہ موت کے بعد بھی جن نکالنے کے لئے استعمال ہوتے تھے

میں کہتا ہوں کہ مرگی کے دورے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک ارواحِ خبیثہ ارضیہ

کے باعث اور دوسرے اخلاطِ ردیّہ کے باعث۔ دوسری قسم کے اسباب و علاج کے متعلق اطباء کلام کرتے ہیں۔ رہے ارواح خبیثہ کی وجہ سے تو بڑے بڑے دانشور اور عقلا بھی اسی قسم کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور اس کا دفاع نہیں کر سکتے۔ اور سمجھتے ہیں، کہ اس کا علاج ارواح علویہ ہی سے ممکن ہے۔ جو ارواح شریرۃ خبیثہ کا مقابلہ کریں، اور ان کے افعال کا مقابلہ کر کے انہیں باطل کر دیں۔

بقراط نے اپنی بعض کتب میں اس پر بحث کی ہے۔ اور مرگی کے علاج کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے: کہ یہ علاج صرف ایسی مرگی میں فائدہ بخش ہے جس کا سبب اخلاطِ ردیہ اور مادہ فاسدہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ مرگی جو ارواح کے باعث ہوتی ہے اس میں یہ علاج نافع نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

البتہ جاہل اطباء اور پست قسم کے لوگ اور وہ جو زندیقیت کو افضلیت قرار دیتے ہیں وہ ارواح کو مرگی کا سبب ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ کہ یہ بھی مریض کے جسم میں اثر کرتے ہیں۔ ان کے پاس سوا جہالت کے کوئی دلیل نہیں ہے۔ ورنہ ہم دیکھ ہی رہے ہیں، کہ طب میں اس علاج کے سلسلہ میں کوئی کامیاب چیز نہیں ملتی۔ اور حس و وجود بھی اس کا مشاہد ہے اور قدماء اسے مرضِ الٰہی کا نام دیا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے کہ یہ ارواح کا کارنامہ ہے۔

اس کا علاج دو وجوہ پر ہو سکتا ہے۔

اس کا علاج دو وجوہ پر ہو سکتا ہے۔

ایک مریض کی جانب سے دوسرا معالج کی جانب سے۔ مریض کی جانب سے یہ ہے کہ وہ ان ارواح کے پیدا کرنے والے کی طرف صدق دل سے توجہ پوری قوت سے مبذول رکھے۔ اور صحت کے ساتھ تعوذ اختیار کرے۔ کیونکہ جب ان دونوں میں کوئی بھی ختم ہوا تو اسے کسی قسم کا ہتھیار کام نہ دے گا۔ اب ذرا اس حالت کا اندازہ کیجئے۔ کہ جب دونوں ہی رہیں۔ یعنی دل توحید، توکل تقویٰ، اور انابت سے بالکل خالی ہے، اور اس کے مقابلہ کے لیئے کوئی ہتھیار نہیں۔

دوسرے معالج کی جانب سے اس میں یہ دونوں امور پائے جانے ضروری ہیں

اور بعض معالجین کی جانب سے اس قدر کہہ دینا ہی کافی ہوتا "اس سے نکل جا" یا "بسم اللہ" یا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے "اے اللہ کے دشمن نکل جا" میں اللہ کا رسول ہوں۔

اور اکثر اوقات آفت زدہ کے کان میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔

افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون۔

اور مجھے بتایا گیا۔ کہ ایک بار ایک مریض کے کان میں یہ آیت پڑھی گئی۔ تو روح کہنے لگی۔ ہاں! اور طویل آواز نکالی۔

شیخ کہتے ہیں۔ کہ میں نے ڈنڈا پکڑ لیا اور اس کی گردن پر مارا۔ حتیٰ کہ مار مار کے میرے ہاتھ تھک گئے اور حاضرین کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ اس مار پیٹ سے ضرور مر جائے گا۔ چنانچہ مار کے دوران وہ روح بول اٹھی۔ اور کہا۔ میں اس سے محبت کرتی ہوں۔ میں نے اسے جواب دیا۔ لیکن اسے تم سے محبت نہیں۔

وہ کہنے لگی، میں اس کے ہمراہ حج پر جانا چاہتی ہوں، میں نے کہا، لیکن وہ تیرے ہمراہ حج پر جانا نہیں چاہتا۔

پھر کہنے لگی! اچھا۔ میں تیری عزت کی خاطر اسے چھوڑتی ہوں۔

راوی کہتے ہیں۔ کہ میں نے کہا: نہیں۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی خاطر!

آخر اس نے کہا،

میں جاتی ہوں راوی کہتے ہیں کہ مریض بیٹھ کر دائیں بائیں دیکھنے لگا کہ حضرت شیخ کیسے تشریف لائے!

لوگوں نے کہا۔ اور یہ جو مار پڑی ہے! اس نے کہا، حضرت شیخ نے مجھے کس جرم میں مارا؟ حالانکہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور اسے محسوس بھی نہیں ہوا۔ کہ اسے چوٹ لگی ہے۔ اور آیۃ الکرسی سے اس کا علاج کیا جاتا تھا۔

اور آفت زدہ کو بھی اس کا ورد رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ اور معوذتین پڑھنے کا بھی

کہا کرتے۔ الغرض مرگی کی اس قسم اور اس کے علاج کا صرف وہی انکار کرتا ہے۔ جو بے عقل اور بے علم و معرفت ہوتا ہے اور ان پر ارواحِ خبیثہ کا تسلط زیادہ تر کمی دین کی وجہ سے اور اس وجہ سے واقع ہوتا ہے کہ ذکر اللہ تعالیٰ و ذکر نبوی اور ایمانی اوراد سے زبان و قلب کے ہٹ جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس حالت میں ارواح خبیثہ انسان سے اس طرح دوچار ہوتی ہیں۔ کہ وہ بے ہتھیار ہوتا ہے اور گاہے گاہے وہ عریاں ہوتا ہے۔ (اور اس حالت میں آسیب لاحق ہو جاتا ہے)۔

بدروح نکالنے کی کوئی اس واقعہ میں ابن تیمیہ (بد) روح نکالتے ہوئے اس قدر مارتے کہ لوگ سمجھتے کہ شخص ہلاک ہو گیا ہے۔ صحیح حدیث نہیں لیکن اس کا باقاعدہ عمل ابن قیم بتاتے ہیں

عبدالرحمان کیلانی کا عقیدہ

جو چیز قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ اس بدروح کو مریض میں سے نکالنے کے الفاظ ہیں جو ایک بدعقیدگی ہے روح، عالم البرزخ سے کسی اور روح والے جسم میں کیسے آسکتی ہے؟ دوم اس بدروح والے عقیدے کو بہت سے اہل حدیث علماء مانتے ہیں مثلا عبد الرحمان کیلانی صاحب روح عذاب قبر اور سماع موتی میں اس کو بیان کرتے ہیں

۷۔ بدرُوحیں۔

بدارواح سے مراد وہ رُوحیں ہیں جو وحی الٰہی کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتیں۔ خواہ یہ روحیں انسانوں سے تعلق رکھتی ہوں جو سجّین میں مقید ہیں یا ابھی اسی دنیا میں ہیں۔ یا شیطانی روحیں یا جنوں کی رُوحیں جو اسی دنیا میں موجود ہیں۔ انسانوں کو گمراہ بھی کرتی ہیں اور تکلیف بھی پہنچاتی ہیں۔ قرآن

ابن تیمیہ اور ابن قیم دونوں روحوں کو کہیں مقید نہیں مانتے تھے ان کے مطابق روح پرندے کی مانند کہیں بھی آ جا سکتیں ہیں لہذا کسی دوسرے جسم اس کا آنا کوئی مسئلہ نہیں

یہ سب نفسیاتی بیماریاں تھیں جن کو جن چڑھنا اور بدروحوں کا کسی دوسرے جسم پر قبضہ کہا جا رہا ہے اور اس طرح کے مرگی کے دورے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی لوگوں کو پڑتے تھے جیسا کہ حدیث میں ایک عورت کے لئے اتا ہے لیکن کسی حدیث میں نہیں اتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرگی زدہ عورت کی بیماری کو جن چڑھنا قرار دیا ہو

البانی کا عقیدہ

البیہقی کتاب سنن الکبری ج ۷ ص ۷۳۳ ح ۱۵۵۷۰ بَابُ مَنْ قَالَ بِتَخْيِيرِ الْمَفْقُودِ إِذَا قَدِمَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّدَاقِ وَمَنْ أَنْكَرَهُ میں روایت نقل کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو مُحَمَّدٍ عُبَيْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَهْدِيٍّ لَفْظًا قَالَا: نا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، نا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ، أنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، نا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى " أَنَّ رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ خَرَجَ يُصَلِّي مَعَ قَوْمِهِ الْعِشَاءَ فَسَبَتْهُ الْجِنُّ فَفُقِدَ فَانْطَلَقَتِ امْرَأَتُهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَصَّتْ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَسَأَلَ عَنْهُ عُمَرُ قَوْمَهُ فَقَالُوا: نَعَمْ خَرَجَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ فَفُقِدَ فَأَمَرَهَا " أَنْ تَرَبَّصَ أَرْبَعَ سِنِينَ، فَلَمَّا مَضَتِ الْأَرْبَعُ سِنِينَ أَتَتْهُ فَأَخْبَرَتْهُ فَسَأَلَ قَوْمَهَا فَقَالُوا: نَعَمْ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ فَتَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجُهَا يُخَاصِمُ فِي ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " يَغِيبُ أَحَدُكُمُ الزَّمَانَ الطَّوِيلَ لَا يَعْلَمُ أَهْلُهُ حَيَاتَهُ " , فَقَالَ لَهُ: إِنَّ لِي عُذْرًا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: وَمَا عُذْرُكَ؟ قَالَ: خَرَجْتُ أُصَلِّي الْعِشَاءَ فَسَبَتْنِي الْجِنُّ فَلَبِثْتُ فِيهِمْ زَمَانًا طَوِيلًا فَغَزَاهُمْ جِنٌّ مُؤْمِنُونَ أَوْ قَالَ: مُسْلِمُونَ شَكَّ سَعِيدٌ فَقَاتَلُوهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ فَسَبَوْا مِنْهُمْ سَبَايَا فَسَبَوْنِي فِيمَا سَبَوْا مِنْهُمْ فَقَالُوا: نَرَاكَ رَجُلًا مُسْلِمًا وَلَا يَحِلُّ لَنَا سَبْيُكَ فَخَيَّرُونِي بَيْنَ الْمُقَامِ وَبَيْنَ الْقُفُولِ إِلَى أَهْلِي فَاخْتَرْتُ الْقُفُولَ إِلَى أَهْلِي فَأَقْبَلُوا مَعِي أَمَّا بِاللَّيْلِ فَلَيْسَ يُحَدِّثُونِي وَأَمَّا بِالنَّهَارِ فَعِصَارُ رِيحٍ أَتْبَعُهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " فَمَا كَانَ طَعَامُكَ فِيهِمْ؟ " قَالَ: الْفُولُ وَمَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ , قَالَ: فَمَا كَانَ شَرَابُكَ فِيهِمْ؟ قَالَ: الْجَدَفُ قَالَ قَتَادَةُ: وَالْجَدَفُ مَا لَا يُخَمَّرُ مِنَ الشَّرَابِ قَالَ: فَخَيَّرَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَيْنَ الصَّدَاقِ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ " قَالَ سَعِيدٌ: وَحَدَّثَنِي مَطَرٌ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَ حَدِيثِ قَتَادَةَ إِلَّا أَنَّ مَطَرًا زَادَ فِيهِ قَالَ: أَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ أَرْبَعَ سِنِينَ وَأَرْبَعَةَ [ص:733] أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

عَبۡدِ الرَّحۡمَنِ بۡنِ أَبِي لَيۡلَى بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری عشاء کی نماز پڑھنے نکلے کہ جنوں نے ان کو اغوا کر لیا پس ان کی بیوی چار سال بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ میرا شوہر مفقود ہے .... پھر مومن جنوں نے کافر جنوں پر حملہ کیا اور ان صاحب کو چار سال بعد آزاد کرایا

اس کی سند میں عبد الوہاب بن عطاء الخفاف، أبو نصر العجلي مولاہم البصري المتوفی ۲۰۴ھ جن کو امام بخاری اور النسائی لیس بقوی قوی نہیں کہتے ہیں. امام احمد ضَعِيفُ الحَدِيثِ، مُضْطَرِبٌ کہتے ہیں اور ایک قول ثقہ کا بھی ہے. کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل میں خطیب ان کو مدلس کہتے ہیں. میزان الاعتدال کے مطابق الرازی کہتے ہیں: کان یکذب، جھوٹ بولتا تھا

البانی کتاب إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل میں اس روایت کو صحیح کہتے ہیں

قلت: وإسناده من طريق قتادة والجريري صحيح, وأما طريق مطر وهو الوراق فإنه ضعيف
البانی کہتے ہیں میں کہتا ہوں اس کی سند قتادة اور الجريري کے طرق سے صحیح ہے لیکن مطر الوراق والا طرق ضعیف ہے

جن چڑھنے کا عقیدہ بہت سے علماء نے قبول کیا حالانکہ اس کے اثبات میں روایات نہایت کمزور ہیں

امام اشعری بھی اس کے قائل تھے؟

جن چڑھنے کا عقیدہ رکھنے والوں کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ

ابوالحسن اشعری نے اپنی کتاب "مقالات اہل السنہ والجماعہ" میں ذکر کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ جن مصروع (آسیب زدہ) کے بدن میں داخل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:
الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ (سورة البقرة : 275)
ترجمہ : سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اس طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھوکر خبطی بنادے ۔ (مجموع الفتاوى 19/12)

راقم کہتا ہے امام الاشعری نے ایسا نہیں کہا انہوں نے کتاب میں دونوں رائے لکھی ہیں لیکن نہ ان کو رد کیا ہے نہ قبول اور آیت کا تو ذکر بھی نہیں

امام الاشعری کتاب مقالات الإسلاميين واختلاف المصلين میں لکھتے ہیں

واختلف الناس في الجن هل يدخلون في الناس على مقالتين:
فقال قائلون: محال أن يدخل الجن في الناس.
وقال قائلون: يجوز أن يدخل الجن في الناس لأن أجسام الجن أجسام رقيقة

اور لوگوں میں اختلاف ہوا کہ کیا جن لوگوں میں داخل ہوتا ہے اس میں دو رائے ہوئے

پس کہا یہ محال ہے کہ جن لوگوں میں داخل ہو

اور (بعض نے) کہا یہ جائز ہے کہ داخل ہو کیونکہ جن کا جسم رقیق ہے

امام الاشعری نے لوگوں کی رائے پیش کی ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ ان میں سے وہ کس سے متفق ہیں لہذا ان کی بات کو توڑ مروڑ کر فرقے اپنا مدعا ثابت کر رہے ہیں